Lesson 1: Al-Kahf (Ayaat 1- 8): Day 1

سورۃ الکھف کی تفسیر

آیاتها ۱۱۰ | ۱۸ سُوْرَۃُ الْکَهْفِ مَکِّیَّۃٌ ۶۹ | رکوعاتها ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِیْٓ	اَنْزَلَ	عَلٰی	عَبْدِهٖ	الْکِتٰبَ	وَ	لَمْ	یَجْعَلْ	لَّهٗ
سب تعریف	واسطے اللہ کے ہے	جس نے	اتاری	اوپر	بندے اپنے کے	کتاب	اور	نہ	کی	واسطے اسکے

سب تعریف اللہ ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر (یہ) کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی (اور پیچیدگی)

عِوَجًا ۞۱ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

عِوَجًا	قَیِّمًا	لِّیُنْذِرَ	بَاْسًا	شَدِیْدًا	مِّنْ	لَّدُنْهُ	وَیُبَشِّرَ	الْمُؤْمِنِیْنَ
کجی	قائم رکھنے والی ہے	تا کہ ڈرائے	عذاب	سخت	سے	پاس اس کے	اور بشارت دے	ایمان والوں کو

نہ رکھی ۞۱ (بلکہ) سیدھی (اور سلیس اتاری) تاکہ (لوگوں کو) عذاب سخت سے جو اس کی طرف سے (آنے والا) ہے ڈرائے اور

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۞۲ مَّاکِثِیْنَ فِیْهِ

الَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ	الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا	حَسَنًا	مَّاکِثِیْنَ	فِیْهِ
جو کہ	عمل کرتے ہیں	اچھے	یہ کہ	واسطے ان کے	ثواب ہے	اچھا	رہنے والے	بیچ اس کے

مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لیے (ان کے کاموں کا) نیک بدلہ (یعنی بہشت) ہے ۞۲ جس میں وہ ابدالآباد

اَبَدًا ۞۳ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۞۴ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ

اَبَدًا	وَّ	یُنْذِرَ	الَّذِیْنَ	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا	مَا	لَهُمْ	بِهٖ	مِنْ	عِلْمٍ
ہمیشہ	اور	ڈرائے	ان لوگوں کو کہ	کہتے ہیں	پکڑی ہے	اللہ نے	اولاد	نہیں	ان کو	ساتھ اس کے	کچھ	علم

رہیں گے ۞۳ اور ان لوگوں کو بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے (کسی کو) بیٹا بنا لیا ہے ۞۴ ان کو اس بات کا کچھ بھی علم نہیں

وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ

وَّ	لَا	لِاٰبَآئِهِمْ	کَبُرَتْ	کَلِمَةً	تَخْرُجُ	مِنْ	اَفْوَاهِهِمْ	اِنْ	یَّقُوْلُوْنَ
اور	نہ	ان کے باپوں کو	بڑی	بات ہے	جو نکلتی ہے	سے	موہنوں ان کے	نہیں	کہتے

اور نہ ان کے باپ دادا ہی کو تھا۔ (یہ) بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور کچھ شک نہیں کہ) یہ جو کچھ کہتے

اِلَّا كَذِبًا ﴿٥﴾ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا

اِلَّا	كَذِبًا	فَلَعَلَّكَ	بَاخِعٌ	نَّفْسَكَ	عَلٰٓى	اٰثَارِهِمْ	اِنْ	لَّمْ	يُؤْمِنُوْا	بِهٰذَا
مگر	جھوٹ	پس شاید کہ تو	ہلاک کرے	جان اپنی کو	اوپر	ان کی پچھاڑی کے	جو	نہ	ایمان لائیں	ساتھ اس

ہیں محض جھوٹ ہے ﴿٥﴾ (اے پیغمبر) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں

الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿٦﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ

الْحَدِيْثِ	اَسَفًا	اِنَّا	جَعَلْنَا	مَا	عَلَى	الْاَرْضِ	زِيْنَةً	لَّهَا	لِنَبْلُوَهُمْ
بات کے	مارے غم کے	بیشک	ہم نے کیا ہے	جو کچھ	اوپر	زمین کے ہے	زینت	واسطے اسکے	تاکہ آزمائیں انکو

ہلاک کر دو گے ﴿٦﴾ جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لیے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش

اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴿٨﴾

اَيُّهُمْ	اَحْسَنُ	عَمَلًا	وَ	اِنَّا	لَجٰعِلُوْنَ	مَا	عَلَيْهَا	صَعِيْدًا	جُرُزًا
کونسا ان میں سے	بہتر ہے	عمل میں	اور	بیشک ہم	البتہ کرنیوالے ہیں	اس چیز کو کہ	اوپر اسکے ہے	زمین	بنجر کے

کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے ﴿٧﴾ اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو (نابود کر کے) بنجر میدان کر دیں گے ﴿٨﴾

سُوْرَةُ الكهف:

قرآن پاک کی بہت خوبصورت سورۃ ہے۔ ترتیب کے اعتبار سے 18ویں نمبر کی سورۃ ہے۔ ہم 17 اہم سورتیں پڑھ چکے ہیں۔ یہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں 110 آیات ہیں۔ 12 رکوع ہیں۔ اس میں 1608 کلمات ہیں اور 6620 حروف ہیں۔ یعنی ہر حرف پر 10 نیکیاں ملیں گیں۔

سورۃ کہف کا نام سنتے ہیں جمعہ یاد آجاتا ہے۔ اس سورۃ کا نام آیت نمبر 9 سے لیا گیا ہے۔ کہف پرانی غار کو کہتے ہیں۔ وہ غار جو پہاڑ کے اندر ہو۔ غار کا منہ کھلا ہو تو اُسے کہف کہتے ہیں۔ اور منہ تنگ ہو تو اُسے غار غار کہتے ہیں جیسے غارِ ثور۔

اس سورۃ میں 38 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا لفظ آیا ہے۔ یہ سورۃ ہمیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا سکھاتی ہے۔

سورۃ کہف ان سورتوں میں سے ہے جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع ہوتی ہیں۔ مثلاً سورۃ فاتحہ، انعام، سبا اور کہف۔ مکی زندگی کے تیسرے دَور میں نازل ہوئی۔

مفسرین مکی دَور کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔ تیسرا دَور 5 نبوی سے 10 نبوی تک چلتا ہے۔

اس دَور کی مختلف بات یہ ہے کہ اَب مشرکینِ مکہ دھمکیاں۔ مذاق، استہزا، پراپیگنڈے اور اعتراضات کھلے عام کرنے لگے تھے۔ اللہ کے نبیؐ کو مشکل حالات کا سامنا تھا۔ مسلمانوں پر معاشی دباؤ اور ظلم و ستم بھی شروع ہو چکا تھا۔ مسلمانون کی ایک بڑی تعداد حبشہ جا چکی تھی۔

اللہ کے نبی ﷺ اور اُن کے خاندان والوں کو شعبِ ابی طالب میں رہنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ سوشل اور اکنامیکل بائیکاٹ۔ رشتے ناطے نہیں کرینگے۔

آج جب ہم دین کی طرف آتے ہیں تو لوگ ڈراتے ہیں کہ بچوں کے رشتے نہیں ہونگے۔ یہ دھونس اور دھمکی تو اُس دَور میں بھی ملی تھی۔

اس دَور میں دو لوگ ایسے تھے کہ جن کی وجہ سے مشرکین کوئی انتہائی سخت قدم نہیں اُٹھا رہے تھے۔ ابو طالب اور اُم المومنین خدیجہؓ۔ دونوں کے اَثر و رسوخ، مالی اور خاندانی اسٹیٹس کی وجہ سے لوگ لحاظ کرتے تھے۔ 10 نبوی میں دونوں کی وفات کی وجہ سے حالات بہت خراب ہو گئے ہیں۔

آج جب ہم یہ سورۃ پڑھ رہے ہیں تو حالات آسودہ ہیں۔ لیکن اللہ کے نبیؐ کے حالات بہت سخت تھے۔

اِس سورۃ میں ہم نوجوانوں کا قصّہ بھی پڑھیں گے۔ آج یہ باتین ہماری نوجوان نسل کو سکھانے والی ہیں۔ کہ زندگی کا مقصد کیا ہے اور آزمائشوں کا مقابلہ کیسے کریں۔

نوجوان نسل معاشرے کا سرمایہ ہوتی ہے۔

مشرکینِ مکہ نے اللہ کے نبیؐ سے تین سوال کیئے تھے۔ وہ اللہ کے نبیؐ کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ تا کہ اگر جواب نہ دے سکیں تو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کریں۔ یہ تین سوال مشرکین نے اہلِ کتاب کہ کہنے پر پوچھے تھے۔ کیونکہ اہلِ کتاب کی کتابوں میں یہ باتیں موجود تھیں تو وہ مشرکین کو ایسی باتیں بتا کر اپنا رعب جھاڑتے تھے۔ (کسی کے پاس پہلے علم ہو جانا یا تھوڑا زیادہ علم ہو جانا اُس شخص کو عالم نہیں بنا دیتا)۔ انہوں نے پہلا سوال اصحاب کہف کے بارے میں پوچھا تھا۔ سوالوں کے جواب سُن کر مشرکین خود شرمندہ ہو رہے تھے کیونکہ وہ بھی مسلمانوں کو تنگ کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو یہ پوائنٹ مل رہا تھا کہ ایسی جگہ سے ہجرت بھی کی جا سکتی ہے۔

دوسرا سوال خضرؑ کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ کون تھے۔ یہ قصے صرف عیسائیوں اور یہودیوں کو ہی علم تھے۔ یہ تفصیلات آپ کو پورے قرآن میں صرف یہیں ملیں گیں اگر یہ سبق نہ سُن سکیں تو پھر تفصیل معلوم نہیں ہو گی۔

تیسرا سوال؛ ذوالقرنین کے بارے میں تھا۔ مشرکین خود شرمندہ ہو رہے تھے کہ ایسے عظیم بادشاہ بھی تھے۔ حالانکہ مکہ کے مشرکین اپنے آپ کو امیر اور طاقتور سمجھتے تھے۔

اصحابِ کہف کے قصے میں توحید کا بہت خوبصورت سبق ملتا ہے۔ اور یہ بھی کہ کیسے اللہ توحید پر قائم رکھنے والوں کی مدد کرتا ہے۔

موسیٰ اور خضرؑ کے قصّے سے علم کی اہمیت کا پتا چلتا ہے۔

اور یہ سبق بھی ملتا ہے کہ بظاہر حالات کیسے بھی ہوں، اُن میں اللہ کی حکمت اور مشیت کچھ اور بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ، تمہیں خیر ہی ملے گی۔

ہم اس سورۃ کو اپنے اوپر کیسے لیں؟

جس ذات نے قرآن نازل کیا ہے اُس نے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ ہم اس کو روایتی یا رسمی طریقے سے نہیں پڑھ سکتے۔ ہمارے ہاں بعض اوقات کچھ سورتوں کو زیادہ اہمیت دے کر صرف پنج سورے کے نام پر اُن کو باقاعدگی سے پڑھا جاتا ہے اور باقی قرآن کو اتنی توجہ سے نہیں پڑھا جاتا۔

سورۃ کہف ایسی سورۃ ہے جس کو پڑھنے کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

اس سورت کی فضیلت کا بیان خصوصاً اس کی اول آخر کی دس آیتوں کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ یہ سورت فتنہ دجال سے محفوظ رکھنے والی ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک صحابی نے اس کی تلاوت شروع کی، ان کے گھر میں ایک جانور تھا اس نے اچھلنا بدکنا شروع کر دیا، صحابی نے جو غور سے دیکھا تو انہیں سائبان کی طرح کا ایک بادل نظر پڑا جس نے ان پر سایہ کر رکھا تھا انہوں نے نبیؐ ذکر کیا، آپ نے فرمایا” : پڑھتے رہو، یہ ہے وہ سکینہ جو اللہ کی طرف سے قرآن کی تلاوت پر نازل ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری:3614) بخاری و مسلم میں بھی یہ روایت ہے یہ صحابی سیدنا اسید بن حضیر تھے۔

مسند احمد میں ہے کہ جس شخص نے سورہ کہف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کر لیں وہ فتنہ دجال سے بچا لیا گیا۔ صحیح مسلم:809

ترمذی میں تین آیتوں کا بیان ہے، مسلم میں آخری دس آیتوں کا ذکر ہے،نسائی میں دس آیتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم:809

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے سورۃ کہف جمعہ کے دن پڑھ لی اس کے پاس سے لے کر بیت اللہ شریف تک نورانیت ہو جاتی ہے۔

حدیث کا خلاصہ ہے کہ جس نے سورۃ کہف جمعہ کے دن پڑھی اس کے لئے وہ جمعہ کے درمیان تک نور کی روشنی رہتی ہے۔ مستدرک حاکم:2/368

بیہقی میں ہے کہ جس نے سورۃ کہف اسی طرح پڑھی جس طرح نازل ہوئی ہے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گا۔ مستدرک حاکم:1/564

ایک اور روایت میں شروع کی دس آیات اور آخری دس آیات کو پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

ہمارے لئے عمل کے نقطے:

اب تفسیر سُننے کے بعد اب جب آپ جمعے کے دن یہ سورۃ پڑھیں تو اس کے معنی پر غور کریں۔

یہ سورۃ پوری ایک ہی وقت میں نازل ہوئی۔اس کو ستر ہزار فرشتے لے کر نازل ہوئے۔یہ سورۃ بنی اسرائیل کا جوڑا ہے۔دونوں سورتوں کے بارہ رکوع ہیں۔تقریباً ایک جتنی آیات ہیں۔دونوں کے وسط میں آدمؑ اور ابلیس کا قصہ ہے۔دونوں کے ساتویں رکوع میں ایک طرح سے ہی شروع ہوتا ہے۔

بنی اسرائیل کی آخری آیت الحمدللہ سے شروع ہوئی اور سورۃ کہف کی پہلی آیت الحمدللہ سے۔ گویا کہ قرآن کی سورتوں کی ترتیب الہامی ہے۔یعنی اللہ کے حکم سے ترتیب ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا ؕ ﴿ؔ۱﴾ تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ؛ ح م د۔ تین معنی ہیں۔ تعریف۔ شکر اور ثنا۔ عربی میں ایک اور لفظ ہے مدح۔

حمد صرف اللہ کی اور مدح اوروں کی بھی ہو سکتی ہے۔ حمد وصف ہے۔ اللہ کی تعریف ہے کہ اُس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔

بعض اوقات ہم یہ جملہ بولتے ہیں کہ اللہ کی تعریف اس لئے کہ اُس نے ہمیں پیدا کیا۔ یہ غلط جملہ آئندہ نہ بولیں۔ اللہ کی تعریف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ تعریف کے قابل ہے۔ وہ اپنی ذات میں محمود ہے۔ اللہ کامل ہے مکمل ہے۔ وہ یہ کائنات کی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لیکن اگر وہ نہ بھی کرتا تو بھی وہ تعریف کے قابل ہے۔ کسی دوسرے کو کبھی پرفیکٹ / مکمل نہ بولیں۔

کسی کا حسن اور آواز ختم ہو سکتی ہے۔ کسی کی خوبی دیکھ کر اللہ کی تعریف کریں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ایسی تعریف جس میں عزت واحترام یعنی تعظیم اور محبت بھی ہوتی ہے۔

حمد میں کمال، تعظیم اور محبت ہوتی ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اللہ نے ایسی کتاب دی جس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ براہِ راست کتاب عطا فرمائی۔ اپنی کتاب کو چھو کر دیکھیں۔ کتنی بڑی عزت والی بات ہے کہ اللہ نے خود لکھ کر بھیجا ہے۔ ربّ کا پیغام آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اللہ کا ڈائرکٹ پیغام آپ کے نام۔

نزّل یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے دینا۔ اَنْزَلَ؛ اکٹھا دے دینا۔

غور سے سُنیں۔ لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا تک نزولِ اوّل تھا۔ خود عطا کر دیا۔ اور یجنل کاپی آج بھی آسمان پر محفوظ ہے۔ پھر جبرائیلؑ کے ذریعے اپنے بندے (نبی ﷺ) پر 23 سال میں نازل کیا۔

اس کتاب پر بے حد پیار آتا ہے۔ ہمارے ربّ کا پیغام ہے۔

جب لوگوں کو اس قرآن سے بے اعتنائی برتتے دیکھتی ہوں تو دل کڑھتا ہے۔ جتنا اس کتاب میں ڈوبتے جائیں گے آپ کو اس کتاب میں خزانے نظر آئیں گے۔ سمجھ کر پڑھنا ہی اصل بات ہے۔

عبد۔ قران کا مزاج سمجھیں۔ جہاں کسی بڑے کارنامے کا ذِکر ہوتا ہے تو اللہ نبی ﷺ کا ذِکر بندے کے طور پر کرتے ہیں۔ خالق کا کسی بندے کو اپنا کہنا بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا؛ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ۔۔

اور یہاں فرمایا؛ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ۔۔

جب انسان کسی کی غلامی میں آجائے تو اُسی کا بندہ بن جاتا ہے۔

سورۃ البقرہ کے تیسرے رکوع میں عبد کا ذِکر ہے؛۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ ۔۔ آیت 21۔؛

پھر سورۃ حدید'۔۔ ھُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبۡدِہٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ۔۔' آیت 9 میں۔

قرآن میں چار دفعہ عبد کا ذِکر ہے۔

الْكِتٰبَ ک ت ب۔ جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ کتاب میں سب چیزیں جمع ہوتی ہیں۔ احکام، اوامر، نہی، قصے، اس لئے کتاب کہتے ہیں۔ یہ قرآن کا صفاتی نام ہے۔

'تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی۔۔

یعنی مجھے اللہ کے سوا کسی اور کا بندہ نہ کہو۔ میں اُسی کی تعریف کرتا ہوں۔ ایسے لگتا ہے کہ انسان کو پورا یقین ہے کہ یہ مکمل کتاب ہے، کوئی کمی نہیں۔

عام طور پر سکول، کالج اور یونیورسٹی میں آدھا وقت اِدھر اُدھر کی سرگرمیوں میں گُزر جاتا ہے۔

جب ہم اس کتاب سے جُڑتے ہیں۔ تو دل میں کوئی شک شبہ نہیں رہتا۔ اس کتاب پر یقین ہے کہ یہ سچی کتاب ہے۔ اس کے ساتھ لگایا ہوا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ دل کے اندر کوئی کجی نہیں رہتی۔

عِوَجًا: ع و ج یعنی ایک طرف جھکنا۔ پوائنٹ برابر۔

عِ وج یعنی کلام میں ٹیڑھاپن۔ جملہ ہی صحیح نہ ہو / عِوج نظر نہ آنے والا ٹیڑھاپن۔۔ جب ع و ج ہو تو حِسّی ٹیڑھاپن۔ وہ ٹیڑھاپن جو نظر آئے۔

یعنی اللہ کے نبی ﷺ کو بہترین کتاب دی گئی ہے جس میں کسی طرح کا کوئی ٹیڑھاپن یا کجی نہیں ہے۔